ماہنامہ

جامعہ

مدیر: ضیاء الحسن فاروقی — مدیر معاون: عبداللطیف اعظمی

جلد ۷۹	بابت ماہ فروری ۱۹۸۲ء	شمارہ ۲

ایک ضروری اعلان

جامعہ کے پچھلے شمارے میں اعلان کیا گیا تھا کہ اگلا شمارہ جو فروری و مارچ کا مشترکہ شمارہ ہوگا، مولانا حافظ محمد اسلم جیراجپوری کی یاد کے لیے مخصوص ہوگا، مرحوم کے بارے میں ہمارے پاس پہلے سے اتنے مضامین موجود تھے جو سوا سو صفحات کے لیے کافی تھے، مگر اس اعلان کے بعد، بعض اہم شخصیتوں نے، جن کا مرحوم سے گہرا تعلق رہا ہے، لکھنے کی خواہش ظاہر کی، نیز مرحوم کی شخصیت کے بعض اہم پہلوؤں پر پہلے سے کوئی مضمون نہیں تھا، ان مضامین کو شامل کرنے سے اس نمبر کی اہمیت اور افادیت میں قابل لحاظ اضافہ ہو جاتا، اس لئے فیصلہ کیا گیا کہ اس کی مدت میں توسیع کر دی جائے، لہٰذا اب طے پایا ہے کہ یہ خصوصی شمارہ اپریل کے پہلے ہفتے میں شائع ہوگا اور مارچ اور اپریل کے شماروں پر مشتمل ہوگا۔ اس مختصر پرچے کو فروری کا شمارہ سمجھا جائے، صفحات کی کمی کی تلافی خصوصی شمارے میں کر دی جائے گی۔

اس خصوصی شمارے کی رعایتی قیمت پانچ روپے ہوگی مگر مستقل خریداروں سے اس کی الگ سے قیمت نہیں لی جائے گی، البتہ جو خریدار یہ چاہتے ہوں کہ ان کو یہ شمارہ بہ حفاظت اور یقینی طور پر مل جائے، وہ براہ کرم (سالانہ چندے کے علاوہ) فیس رجسٹری مبلغ دو روپے (Rs 2/25) بذریعہ منی آرڈر ۱۳؍ مارچ تک بھیجکر ممنون فرمائیں۔ یہ شمارہ محدود تعداد میں شائع کیا جا رہا ہے، بعد میں کسی کو مہیا کرنا ہمارے لئے ممکن نہیں ہوگا۔

(ادارہ)

عبداللطیف اعظمی

مولانا اسلم جیراجپوری نمبر
ایک نظر میں

مولانا حافظ محمد اسلم جیراجپوری مرحوم جامعہ کے حیاتی اراکین اور دورِ اول کے ممتاز اساتذہ میں سے تھے، نیز ایک طویل عرصے تک جامعہ کے مدیر بھی رہ چکے ہیں، اس کے علاوہ اردو کے منفرد مصنفین اور دانشوروں میں سے تھے، ان کی بیشتر تصانیف کو اہلِ نظر نے بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا اور تاریخ الامت (آٹھ حصے) کو خاص طور پر بڑی مقبولیت حاصل ہوئی، مرحوم اردو اور فارسی میں شعر بھی کہتے تھے جن کی اہلِ علم نے بڑی داد دی ہے، غرض مرحوم کی شخصیت بڑی تہہ دار اور ہمہ جہت تھی اور اس کی مستحق ہے کہ اس کا تفصیل سے معروضی جائزہ لیا جائے اور ان کی بیش بہا خدمات پر خراجِ عقیدت پیش کیا جائے۔ یہ ذمہ داری خاص طور پر جامعہ ملیہ پر اس لیے عائد ہوتی ہے کہ اس کی خدمت میں انھوں نے اپنی عمرِ عزیز صرف کر دی۔ ان کی تمام تصنیفات کی اشاعت کا شرف مکتبہ جامعہ کو حاصل تھا جو جامعہ کا ایک اشاعتی ادارہ تھا اور اب بھی، جبکہ وہ ایک لیمیٹڈ کمپنی ہے، بڑی حد تک جامعہ ہی کا ادارہ ہے۔

اس خصوصی شمارے میں خود مولانا مرحوم کا ایک طویل مضمون (حواشی کے علاوہ صفحے کا) شامل ہے جس کا عنوان اگرچہ "میری طالب علمی" ہے مگر ان کے ابتدائی حالاتِ زندگی اس قدر تفصیل سے آگئے ہیں کہ اس کے مطالعہ سے ان کی سیرت و شخصیت کا صحیح اندازہ کیا جا سکتا ہے، اس کے علاوہ وہ مضامین ہیں جو ان کی وفات (۲۸ دسمبر ۱۹۵۵ء) کے فوراً بعد لکھے گئے تھے، ان مضامین کے لکھنے والے یا تو ان کے ساتھی ہیں یا شاگرد اور عقیدت مند، مثلاً ان کے رفیقِ کار اور سابق شیخ الجامعہ پروفیسر محمد مجیب، جامعہ کے سابق استاذ و ناظم دینیات اور دار المصنفین (اعظم گڑھ) کے سابق ناظم مولانا عبدالسلام قدوائی ندوی مرحوم، ان کے عقیدت مند اور ماہنامہ "طلوعِ اسلام" (دہلی) کے بانی و مدیر چودھری

غلام احمد پرویز جنھوں نے قرآن فہمی میں خاص طور پر مرحوم سے استفادہ کیا ہے، مرحوم کے شاگرد اور اردو کے مشہور مصنف سید رئیس احمد جعفری مرحوم جنھوں نے مرحوم کی زندگی اور جامعہ کی طالب علمی ہی کے زمانے میں ایسے مضامین لکھے تھے جن میں مرحوم کے بعض خیالات سے اختلاف کیا گیا تھا، اور ماہنامہ جامعہ کے موجودہ مدیر پروفیسر ضیاء الحسن فاروقی نے مولانا کی وفات سے کچھ عرصہ پہلے مرحوم کے بارے میں ایک مضمون لکھا تھا جو ماہنامہ آجکل (دہلی) میں شائع ہوا تھا، نظر ثانی کے بعد اس میں شائع کیا جا رہا ہے۔ نئے لکھنے والوں کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:

(۱) جناب سعید انصاری جو مرحوم کے ہم وطن بھی ہیں، شاگرد بھی اور رفیق کار بھی (۲) پروفیسر مشیر الحق، جنھیں مرحوم کی شاگردی کا شرف حاصل ہے (۳) ڈاکٹر اطہر پرویز (مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) ایک طویل عرصے تک مرحوم کے قریب ہی رہتے تھے، اطہر پرویز صاحب ایک ترقی پسند اور مرحوم ایک راسخ العقیدہ مسلمان، مگر موصوف مرحوم کی شخصیت اور زندگی سے بیحد متاثر ہوئے (۴) جناب خواجہ حسن ثانی نظامی، مدیر ماہنامہ "منادی" (دہلی) جن کو مرحوم کی شاگردی پر فخر و ناز ہے (۵) مرحوم کا فارسی کا ذوق بڑا ستھرا اور اس کا مطالعہ بہت گہرا تھا، ڈاکٹر شعیب اعظمی نے جو جامعہ میں فارسی کے ریڈر ہیں، مرحوم کی فارسی شاعری پر مضمون لکھا ہے (۶) ۱۹۷۸ء میں ماہنامہ جامعہ کا اقبال نمبر شائع ہوا تھا جس میں "اقبال اور جامعہ ملیہ" کے عنوان سے راقم الحروف کا ایک مضمون شامل ہے، اس مضمون میں، منجملہ اور اساتذۂ جامعہ کے، مولانا اسلم صاحب مرحوم کے علامہ اقبال سے جو مخلصانہ تعلقات تھے اور انھوں نے علامہ کی شاعری کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے اس کا تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔ اس مضمون کو نظر ثانی کے بعد اس نمبر میں شائع کرنے کا ارادہ ہے (۷) مرحوم کے صاحبزادے ڈاکٹر محمد معظم آجکل جامعہ نگر میں ہیں، وہ ہماری درخواست پر مرحوم کے حالات زندگی بالخصوص گھریلو حالات پر ایک مختصر مضمون لکھ رہے ہیں، امید ہے کہ اس کی اشاعت سے مرحوم کے اس مضمون کی تکمیل ہو جائے گی جو اس نمبر میں شامل ہے۔

فی الحال رفقائے دار المصنفین (اعظم گڑھ) میں سے کسی کا مضمون نہیں ہے، "معارف" کے مدیر اور ادارے کے ناظم جناب سید صباح الدین عبدالرحمان صاحب نے قیام جامعہ کے زمانے میں مرحوم سے کچھ استفادہ کیا ہے، اس لیے اپنے آپ کو مرحوم کے شاگردوں میں شمار کرتے ہیں، وہ اس نمبر کے لیے لکھنا چاہتے تھے، مگر آجکل ایک عالمی سیمینار کی تیاری میں مصروف ہیں، اب چونکہ اس نمبر کی تاریخ

اشاعت میں توسیع ہوگئی ہے ، اس لیے امید ہے کہ سیمنار سے فارغ ہونے کے بعد ضرور کوئی نہ کوئی چیز عنایت فرمائیں گے۔

جناب معین الدین حارث صاحب ، سابق مدیر روزنامہ اجمل (بمبئی) ، جامعہ کے ممتاز طالب علموں میں سے ہیں، اس نمبر کی اشاعت میں توسیع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ، ہم ان سے بھی درخواست کر رہے ہیں، امید ہے کہ وہ اس خراج عقیدت میں ضرور شریک ہوں گے ۔ جامعہ کے سابق شیخ الجامعہ پروفیسر مسعود حسین صاحب نے بھی ابتدائی تعلیم جامعہ میں حاصل کی ہے ، اس نمبر میں شرکت کے لیے ہم ان سے بھی درخواست کر رہے ہیں۔

مرحوم کے کچھ ساتھی اور قدرداں ہندوستان سے باہر بھی ہیں ، جن سے ہم نے مرحوم کے بارے میں کچھ لکھنے کے لیے درخواست کی ہے ۔ ان میں سے ایک مولانا امین احسن اصلاحی ہیں جو اصلاً اعظم گڈھ کے رہنے والے ہیں اور اب پاکستان کے شہری ہیں ، موصوف اردو کے مفسرین قرآن میں ایک بلند اور ممتاز مقام کے حامل ہیں ، مرحوم ان کی قرآن فہمی اور دقت نظر کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور مولانا اصلاحی بھی ان کی بڑی عزت کرتے تھے ، دوسرے پروفیسر سرور صاحب ہیں جو جامعہ کے ممتاز طالب علموں اور استادوں میں سے ہیں اور ان چند لوگوں میں سے ہیں جو مرحوم پر صحیح معنی میں لکھنے کا حق رکھتے ہیں ، وہ پنجاب کے رہنے والے تھے اور جب ملک تقسیم ہوا تو لاہور میں تھے ، اس کے بعد پھر جامعہ نہ آسکے ۔ تیسرے مولانا امداد صابری صاحب ہیں جو رہنے والے تو ہیں دہلی کے ، مگر فی الحال مکہ معظمہ میں ہیں ، مولانا کو مرحوم سے بڑی عقیدت ہے اور سنا ہے کہ انھوں نے اپنی کوئی کتاب مرحوم کی طرف منسوب کی ہے۔

غرض ہم پوری کوشش کر رہے ہیں کہ یہ خصوصی نمبر زیادہ سے زیادہ مفید اور ہر لحاظ سے مکمل ہو اور ہمیں خوشی ہے کہ ممتاز ادیبوں اور مرحوم کے قدر دانوں اور عقیدت مندوں کا قلمی تعاون ہمیں حاصل ہے ، اس لیے توقع ہے کہ یہ نمبر اہل نظر کو ضرور پسند آئے گا۔

منوہر لال ہادی

سانیٹ

ذراسی چُوک ہوئی تھی کہ حادثے برسے
لہولہان ہُوا دل، لہو لہان جگر
ہُوا پھر آنکھ سے اوجھل چراغِ راہ گزر
خیال وفکر کی وادی میں ناگ سے برسے

ذرا سی چُوک ہوئی تھی کہ نیشِ غم برسے
بچے نہ قلب وجگر، بچ سکے نہ عقل وجنوں
تڑپ رہا ہوں، نہ دن بھر سکوں، نہ رات سکوں
سحابِ کرب جو برسے تو دم بہ دم برسے

ذرا سی چُوک ہوئی تھی کہ بجلیاں برسیں
جلی متاعِ تمنا، جلا نشیمن بھی
بچے نہ مال ومنال اور بچا نہ خرمن بھی
کسی کے حُکم سے پھر مجھ پہ قمچیاں برسیں

ذرا سی چُوک کی اتنی گراں سزا کیوں ہے
بتائے کون کہ قاضی کو یہ روا کیوں ہے

کوائف جامعہ

ایک نوجوان کارکن کی وفات

افسوس کہ دفتر خازن کے ایک نوجوان کارکن جناب سید اکبر علی صاحب کا ۲۲؍جنوری کی سہ پہر کو، جمعہ کے مبارک دن دلی کے ایک سرکاری ہسپتال میں انتقال ہوگیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُون

موصوف دہلی کے رہنے والے تھے، ۱۵؍دسمبر ۱۹۴۱ء کو پیدا ہوئے اور ۹؍فروری ۱۹۶۸ء کو اکاؤنٹ کلرک کی حیثیت سے جامعہ ملیہ میں تقرر ہوا۔ اِدھر کچھ عرصے سے مرحوم کی طبیعت خراب تھی، ہولی فیملی میں داخل کیا گیا تو معلوم ہوا کہ پیٹ میں کینسر ہے، کچھ دنوں کے بعد گھر چلے گئے، ۲۲؍جنوری کو حالت بہت خراب ہوئی تو ایک سرکاری ہسپتال میں داخل کیا گیا، جہاں چند گھنٹوں کے بعد انتقال ہوگیا، دوسرے روز تقریباً ۱۱ بجے دہلی کے قبرستان میں مرحوم کو سپردِ خاک کیا گیا۔ جامعہ کے بہت سے کارکنوں نے نماز جنازہ اور تدفین میں شرکت کی۔ ۲۵؍جنوری کو جناب منظور عبدالرحمان صاحب کی صدارت میں انجمن انتظامی اسٹاف کا ایک تعزیتی جلسہ منعقد ہوا جس کی نظامت کے فرائض جناب سید محمد غوث صاحب نے انجام دئے، اس جلسے میں حسب ذیل قرارداد منظور کی گئی:

"انجمن انتظامی اسٹاف کا یہ تعزیتی جلسہ جناب سید اکبر علی صاحب کارکن دفتر خازن کی افسوسناک اور المناک وفات پر حزن وملال اور گہرے تاسف کا اظہار کرتا ہے۔ مرحوم نہ صرف وجیہہ نوجوان تھے بلکہ انھوں نے اپنے حسن سیرت کی بدولت اپنے ساتھیوں کو گرویدہ بنالیا تھا، وہ نہایت محنتی، باصلاحیت، ایماندار اور خلیق کارکن تھے اور انجمن کے کلچرل پروگرام اور ٹور کے انتظامات میں انھوں نے ہمیشہ کارہائے نمایاں انجام دئے۔

مرحوم اکبر علی صاحب کو سرطان جیسے موذی مرض نے اپنی گرفت میں لے لیا تھا۔ انجمن نے مرحوم کے

عالجے کی حتی المقدور کوشش کی لیکن مشیت ایزدی کا حکم نہ ٹل سکا اور وہ نوجوانی ہی میں پسماندگان اور اہل جامعہ کو داغ مفارقت دے گئے۔ اللہ مرحوم کو غریق رحمت کرے اور پسماندگان کو صبر و تحمل کی توفیق عطا کرے۔ آمین!"

امن کونسل میں شیخ الجامعہ صاحب کی شرکت

شیخ الجامعہ جناب انور جمال قدوائی، امن کونسل کی کانفرنس منعقدہ ویانا میں شرکت کے لیے ۲۵ر جنوری کو تشریف لے گئے اور امید ہے کہ ۳ر فروری تک واپس آئیں گے، ان کی غیر حاضری میں پروفیسر گوپی چند نارنگ، حسب قاعدہ، قائم مقام شیخ الجامعہ کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہے ہیں۔

جنید انصاری میموریل لکچر

جامعہ کے ایک ہر دلعزیز استاد جناب جنید انصاری صاحب کا ۲۰ر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو حرکت قلب کے رک جانے کی وجہ سے انتقال ہو گیا تھا۔ مرحوم کی یاد میں جامعہ ملیہ کے شعبۂ سوشیولوجی اور سائیکولوجی کے اہتمام میں ۲۳ر جنوری کو سینچر کے دن شیخ الجامعہ جناب انور جمال قدوائی کی صدارت میں ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں مرحوم کے بھائی ڈاکٹر غوث انصاری صاحب، پروفیسر سوشیولوجی، کویت یونیورسٹی نے پہلا میموریل لکچر دیا۔ لکچر انگریزی میں تھا اور اس کا عنوان تھا:

MODERNIZATION IN THE ARABIAN GULF COUNTRIES : A PARADIGM OF CULTURAL CHANGE

(یعنی عرب خلیجی ممالک میں جدید کاری: تہذیبی تبدیلی کی ایک اچھی مثال)

شعبۂ سماجیات و نفسیات کے صدر ڈاکٹر عبدالرفیق سید نے معزز مہمان کا خیر مقدم کرتے ہوئے مرحوم جنید انصاری کی شخصیت اور ایک استاد کی حیثیت سے ان کی مخلصانہ خدمات پر روشنی ڈالی اور مرحوم کے ایک شاگرد رشید محمد طالب لکچرر شعبۂ سماجیات و نفسیات نے مرحوم کے بارے میں ایک مختصر مضمون پڑھا، اس کے بعد فاضل مقالہ نگار ڈاکٹر غوث انصاری نے اپنا مقالہ پڑھا جو نہایت

Regd. No. D-(S.E.)-106 Vol. 79 No. 2 February 1982
THE MONTHLY JAMIA, Jamia Nagar, New Delhi-110025.

معلومات افزا اور فکر انگیز تھا۔ اسٹیج پر ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز، پروفیسر شمس الرحمان محسنی بھی تشریف رکھتے تھے۔

تیسرے روز، ۲۵ر جنوری کو بھی ڈاکٹر انصاری نے شعبے کی درخواست پر تقریر کی جس کا عنوان تھا "کویت میں عورت کا مرتبہ" پچھلے مقالے کی طرح یہ تقریر بھی بہت ہی معلومات افزا تھی، اس سلسلے میں بہت سے سوالات کئے گئے جن کے فاضل مقرر نے جوابات دئے۔ اس کے بعد صدر جلسہ ڈاکٹر سید نے معزز مہمان کا شکریہ ادا کیا اور آخر میں مسز موہنی خلیق انجم، لکچرر شعبہ سماجیات و نفسیات نے حاضرین جلسہ کا شکریہ ادا کیا۔

دو پاکستانی مہمان جامعہ میں

اسلام آباد کے ایک ادارہ "انسٹی ٹیوٹ آف اسٹریٹیجک اسٹڈیز" کے دو معزز عہدیدار پروفیسر سلمان علی، چیرمین بورڈ آف گورنرس اور بریگیڈیر نور حسین، ڈائرکٹر جنرل، حکومت ہند کی دعوت پر آجکل دہلی تشریف لائے ہوئے ہیں، ازراہ کرم یہ دونوں معزز مہمان ۲۷ر جنوری کو جامعہ تشریف لائے اور ایک جلسے میں جس کی صدارت شیخ الجامعہ جناب انور جمال قدوائی صاحب نے کی، انھوں نے اساتذہ اور طلباء کو خطاب کیا، اس کے بعد اساتذہ اور طلباء نے دونوں ملکوں کے تعلقات اور متعدد تہذیبی، ادبی اور تعلیمی مسائل پر سوالات کئے جن کے ان معزز مہمانوں نے جوابات دئے۔ یہ جلسہ انتہائی غیر رسمی قسم کا تھا اور ماحول اور گفتگو کا انداز بہت ہی دوستانہ اور مخلصانہ تھا۔ حاضرین جلسہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ پروفیسر سلمان علی صاحب اردو کے مشہور ادیب چودھری محمد علی ردولوی کے صاحبزادے ہیں، تو لوگوں کو بڑی خوشی ہوئی اور بڑی گرمی سے ان سے ملے۔

کوائف نگار (۳۱ر جنوری ۱۹۸۲ء)

طابع و ناشر: عبداللطیف اعظمی مطبوعہ: جمال پریس دہلی